۲۷

مرکزی کارکنوں اور لوکل انجمن کو ضروری ہدایت

(فرمودہ ۲۰- اکتوبر ۱۹۳۳ء)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

مجھے آج قادیان کی لوکل انجمن کے ایک عہدیدار کی طرف سے ایک رُقعہ ملا- جس میں مجھ سے خواہش کی گئی کہ میں آج خطبہ جمعہ میں آنے والے یوم التبلیغ کے متعلق دوستوں کو تحریک کروں-

مجھے ہمیشہ تعجب آتا ہے اس بات پر کہ قادیان کی لوکل انجمن کو اور ہمارے مرکزی دفاتر کے کارکنوں کو یہ عادت پڑ گئی ہے کہ جہاں کہیں بھی چھت ٹپکتی ہو یا عمارت میں کوئی خلل نظر آتا ہو، ان کا پہلا کام یہ ہوتا ہے کہ خلیفہ کی طرف دوڑ کر جائیں اور کہیں کہ آپ اسے کندھا دیجئے- جب کوئی تحریک ہو یا کسی کام کے کرنے کا سوال ہو، ناظروں کی طرف سے اصرار ہوتا ہے کہ آپ تحریک کریں- یا جب لوکل کمیٹی کے متعلق کوئی کام ہوتا ہے تو اس کے عہدہ دار کہتے ہیں آپ لوگوں کو اس کی طرف توجہ دلائیں- حالانکہ میں پہلے بھی بتاچکا ہوں کہ اس قسم کا احساس جماعت میں پیدا کرنا اسے قتل کردینے کے مترادف ہے- اس موقع کے لحاظ سے جبکہ وہ اعتراض کیاگیا، میں اسے صحیح نہیں سمجھتا- لیکن اس روح کو میں نے بہت پسند کیا جس کے ماتحت وہ اعتراض کیاگیا- ایک دفعہ چندہ عام کے متعلق تحریک ہوئی جسے میری طرف منسوب کیاگیا تو بعض دوستوں کے خطوط آئے کہ ہم سمجھتے ہیں- آپ کا نام اس تحریک میں ناجائز طور پر استعمال کیاگیا ہے- اس قسم کی عام تحریکوں اور روزانہ کاموں میں خلیفہ کا نام

استعمال نہیں کرنا چاہیئے- گو نازک مواقع پر ضرورت پیش آتی ہے اور اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ایسے موقع پر جب سلسلہ کے کام میں خلل واقعہ ہونے کا خطرہ ہو خلیفہ کی طرف سے بھی تحریک کی ضرورت ہوتی ہے- لیکن جو کام ساری جماعت کررہی ہو اس کے متعلق مرکزی کارکنوں کا یہ کہنا کہ اس کیلئے مرکزی جماعت کو میں تحریک کروں دو ہی معنے رکھ سکتا ہے- ایک تو یہ کہ نَعُوْذُبِاللّٰہِ قادیان منافقوں کی بستی ہے اس میں ایسے لوگ رہتے ہیں کہ جب تک انہیں کسی کام کیلئے خلیفہ خود نہ کہے گا' وہ کچھ نہ کریں گے- یا پھر قادیان کی جماعت پر خطرناک حملہ کیا جاتا ہے- پس یا تو لوکل جماعت کے عہدہ دار بجائے جماعت کی عزت کی حفاظت کرنے کے اس کی تذلیل کرتے ہیں یا پھر واقعہ میں قادیان میں اتنے منافق جمع ہوگئے ہیں کہ سوائے اس کے کہ میرے منہ سے کوئی بات نکلے' کوئی تحریک کامیاب ہی نہیں ہوسکتی- جب کوئی کام کرنے کا موقع آتا ہے میرے پاس اس قسم کی چٹھیاں آنی شروع ہوجاتی ہیں کہ آپ تحریک کریں- مثلاً چندہ کرنا ہو تو کہتے ہیں آپ لوگوں سے کہیں- تبلیغ احمدیت کے متعلق تحریک کرنی ہو تو کہتے ہیں آپ کہیں- اگر جماعت میں یہ بات نہیں کہ اس پر میری بات کے سوا کسی کی بات کا اثر نہیں ہوتا- اور وہ کسی کارکن کی بات ماننے کیلئے تیار نہیں ہوسکتی تو پھر ہر بات کیلئے مجھ سے تحریک کرانا نہایت خطرناک حملہ ہے ان لوگوں پر جن کا اخلاص اسے برداشت نہیں کرسکتا- کیونکہ اس کے معنے یہ ہیں کہ مخلص احباب کو منافق اور بزدل قرار دیا جاتا ہے- یہ صحیح ہے کہ کچھ بزدل لوگ بھی مرکز میں آجاتے ہیں- وہ چونکہ باہر مخالفین کا مقابلہ نہیں کرسکتے اس لئے تکالیف سے بچنے کیلئے آجاتے ہیں- مگر مرکز میں ان کی کثرت نہیں ہونی چاہیئے اور نہ خداتعالیٰ کے فضل سے ان کی کثرت ہے- جو لوگ ایسے ہوں ان کو نظرانداز کردینا بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ خلیفہ کو ایسی تحریکات میں لایا جائے- اگر قادیان اور اس کے اردگرد سَوڈیڑھ سَو منافق ہوں تو ان کو چھوڑ دینا بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ خلیفہ سے انہیں کہلایا جائے اور اس سے تحریک کرائی جائے- اس کے متعلق تحریروں میں تو میں نے کئی بار کہا ہے اور شاید خطبہ میں بھی کہا ہے- لوکل کارکنوں اور مرکزی کارکنوں کو خود کام کرنا چاہیئے- اور اگر کوئی شخص کام نہیں کرسکتا تو اسے وہ عہدہ چھوڑ دینا چاہیئے اور دوسروں کو کام کرنے کا موقع دینا چاہیئے- اگر لوکل جماعت میں اخلاص ہے اور وہ دینی کاموں میں حصہ لینا اپنا فرض سمجھتی ہے تو اس کیلئے خلیفہ سے کہنا کہ وہ اسے تحریک کرے' اس کے یہ معنی

ہیں کہ انجمن کے کارکن خود کچھ کام کرنا نہیں چاہتے اور اپنا کام خلیفہ سے کرانا چاہتے ہیں- یا پھر خدانخواستہ منافقوں کی کثرت ہے اس لئے مجھ سے تحریک کرنے کیلئے کہا جاتا ہے- میں یہ دونوں باتیں پسند نہیں کرتا- مجھے نہ تو یہ بات پسند ہے کہ عہدہ دار منافق ہوں- وہ کام تو خود نہ کریں اور دوسروں سے کراکر اسے اپنا کام قرار دیں- نہ یہ پسند ہے کہ یہاں منافقین ہوں- ہماری کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ قادیان میں منافق نہ پائے جائیں- ان کا وجود باہر برداشت کیا جاسکتا ہے لیکن قادیان میں برداشت نہیں کیا جاسکتا- قرآن کریم میں خداتعالیٰ فرماتا ہے- رسول کے پاس منافق آئے کہ لڑائی میں شریک نہ ہونے کی اجازت دے دیں- آپ نے اجازت تو دے دی مگر خداتعالیٰ فرماتا ہے تُونے کیوں انہیں اجازت دی- ہم مومنوں اور منافقوں میں امتیاز کرنا چاہتے ہیں[۱] - اگر ہر کام کی تحریک خلیفہ سے کرائی جائے تو بھی مومن اور منافق میں امتیاز نہیں ہوسکتا- ہمیں مومنوں اور منافقوں کا امتیاز ظاہر کرنا چاہیئے- جب باہر کے لوگ ایک کام اپنے کارکنوں کی تحریک پر کرسکتے ہیں تو یہاں کے لوگ وہی کام کارکنوں کے کہنے پر کیوں نہیں کرسکتے- انہیں بھی اسی طرح وہ کام کرنا چاہیئے- اگر یہاں کام کرنے والوں کیلئے حلقہ وسیع ہے اور ایک کارکن سارے حلقہ میں کام نہیں کرسکتا تو زیادہ آدمی مقرر کردیئے جائیں- اول تو یہاں کی کثرت کے مقابلہ میں آسانیاں بھی زیادہ میسر ہیں- جمعہ کے دن ساری جماعت کے لوگ ایک جگہ جمع ہوتے ہیں- خطبہ جمعہ سے پہلے یا نماز جمعہ کے بعد ان میں بآسانی تحریک کی جاسکتی ہے- پھر مختلف محلوں کی مساجد ہیں جہاں ہر محلّہ کے لوگ نماز کے اوقات میں جمع ہوتے ہیں' ان مساجد میں جاکر تحریک کی جاسکتی ہے-

غرض یہاں اگر کام وسیع ہے تو کام کرنے کے وسائل بھی وسیع ہیں- باہر کی جماعتوں کے لوگ جمعہ کے دن ہی جمع ہوسکتے ہیں- اور اس دن بھی بعض ملازم رخصت نہ ملنے کی وجہ سے نہیں آسکتے- اس لئے وہاں تحریک کرنے میں مشکل پیش آتی ہے- لیکن یہاں کا کارکن جمعہ کے علاوہ ہر محلّہ کی مسجد میں جاکر بھی جو تحریک کرنا چاہے کرسکتا ہے- وہ صبح کی نماز کے وقت ایک محلّہ میں چلاجائے اور وہاں تحریک کرے- پھر ظہر کی نماز دوسرے محلّہ میں جاکر پڑھے اور وہاں تحریک کرے عصر کی نماز تیسرے محلّہ میں جاکر پڑھے اور وہاں تحریک کرے- اسی طرح مغرب کی نماز چوتھے محلّہ کی مسجد میں پڑھنے کے بعد وہاں تحریک کرسکتا ہے- اور عشاء کی نماز کے وقت پانچویں محلّہ کی مسجد میں تحریک کی جاسکتی ہے- اس طرح وہ ایک دن میں کام

کرسکتا ہے۔ اور اگر ایک دن میں کام ختم نہ ہو تو دوسرے دن کرسکتا ہے۔ مگر یہ نہیں کہ کارکن خود تو کام نہ کرے اور ہر کام کا انحصار خلیفہ پر رکھ کر جماعت کو ایسی بات کا عادی بنائے جو نہایت مضر ہے۔ یہ قانونِ قدرت ہے کہ جس طاقت کو بار بار استعمال کیا جائے اس کی عادت ہوجاتی ہے۔ اور پھر اس سے کم طاقت کا اثر نہیں ہوتا۔ ڈاکٹر لکھتے ہیں۔ جو لوگ معدہ کی تقویت کیلئے دوائیں استعمال کرتے رہتے ہیں ان کا معدہ خراب ہوجاتا ہے۔ اور انہیں زیادہ سے زیادہ طاقت کی دوا استعمال کرنے کی ضرورت رہتی ہے۔ اسی طرح دوسرے کاموں میں ہوتا ہے۔ مثلاً تبلیغ کا دن ہے۔ اس کیلئے جب تک خلیفہ نہ کہے اگر کوئی نہ جائے تو اس طرح اس بات کی لوگوں کو عادت ہوجائے گی کہ ہر بات خلیفہ ہی کہے تب اس پر عمل کریں اور یہ جماعت کو مخل کردینے والی بات ہے۔ یہی حال دوسری تحریکوں کا ہے۔ جن کے متعلق خلیفہ سے کہا جاتاہے کہ لوگوں کو عمل کرنے کیلئے کہے۔ اس کانام تو تبرّک رکھا جاتا ہے مگر دراصل کارکن اپنی غفلت اور سستی کواس کے نیچے چھپاتے ہیں۔ کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ اس قسم کے اعلانات سے خلیفہ کی ذات علیحدہ رہے۔ سوائے ان روحانی اور دینی تحریکات کے جو خلیفہ کے دل میں پیدا ہوں اور جن پر وہ جماعت سے عمل کراناچاہے۔ اسی اصل کے ماتحت ناظروں کو کام کرنا چاہیئے اور اسی اصل کے ماتحت لوکل انجمن کے کارکنوں کو بھی۔ پس بجائے اس کے کہ میں یوم التبلیغ کے متعلق تحریک کروں گو ضمنی طور پر میرے یہ کہنے سے بھی تحریک تو ہوجائے گی، مَیں اظہارِ افسوس کرتا ہوا یہ کہتا ہوں کہ یہ طریق غلط ہے۔ قادیان کے لوگوں کو اپنے عمل سے یہ بات ثابت کرنا چاہیئے کہ وہ زندہ جماعت ہے اور دوسروں سے بڑھ کر اس میں زندگی پائی جاتی ہے۔ اتفاقاً اس وقت میری نظر پڑگئی ہے۔ جنہوں نے مجھے رُقعہ لکھا تھا کہ میں یوم التبلیغ کے متعلق تحریک کروں، وہ خود اڑھائی بجے آئے ہیں۔ گویا میری تحریک کے دوسرے تو محتاج ہیں لیکن وہ نہیں۔ اور میری تحریک دوسروں کیلئے تھی ان کیلئے نہ تھی۔ آج خطبہ جمعہ جلدی بھی شروع نہیں ہوا کہ وہ موقع پر آنے سے رہ گئے ہوں بلکہ دیر سے شروع ہوا ہے۔ پچھلے جمعہ کی طرح اگر پہلے شروع ہوتا تو اس وقت تک ختم ہوکر نماز بھی شروع ہوگئی ہوتی بے شک مومن کے کاموں میں چستی ہونی چاہیئے اور ایسے ذرائع استعمال کرنے چاہئیں کہ لوگوں میں غفلت اور سُستی پیدا نہ ہو۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ ہزاروں دفعہ غفلت چستی کا موجب بن جاتی ہے۔ اس لئے بعض دفعہ بعض لوگوں کی غفلت برداشت کرلینی چاہیئے۔

وہ غفلت ہی ان کی چستی کا باعث بن سکتی ہے۔ مثلاً یہی یوم التبلیغ ہے ہوسکتا ہے کہ بعض لوگ اس دن تبلیغ کیلئے نہ جائیں۔ مگر ان کی وجہ سے کونسی ایسی برکتیں نازل ہونی تھیں کہ ان کے ذریعہ ہزاروں لوگ احمدی ہوجاتے۔ ایسا منحوس شخص جو ایک دن بھی تبلیغ کیلئے نہیں نکل سکتا' وہ اگر مجبور کرنے پر نکلے بھی تو اس کی زبان میں کیا اثر ہوسکتا ہے۔ جس کے سپرد اتنا بڑا کام ہو کہ اس نے مسیح موعود کا پیغام دوسروں کو پہنچانا ہو' اس مسیح موعود کا جسے گزشتہ انبیاء نے سلام کہا۔ وہ اگر اپنے فرض کو نہ پہچانے اور تبلیغ کیلئے نہ جائے تو کون سی ایسی برکت ہوسکتی ہے کہ ایسے لوگوں کے تبلیغ کیلئے نکلتے ہی خداتعالیٰ فرشتوں کو حکم دے دے کہ یہ بڑے بابرکت لوگ ہیں۔ اب تم برکت نازل کرنی شروع کردو۔ ایسے لوگ نہ نکلیں تو کیا حرج واقعہ ہوسکتا ہے۔ لیکن جو اخلاص کے ساتھ جانے والے ہوتے ہیں۔ میری طرف سے تحریک ہونے پر ان کا اخلاص بھی دب جاتا ہے۔ پھر اس بات میں کیا فرق رہا کہ کوئی زور دینے کی وجہ سے گیا یا خوشی سے گیا۔ منافق وہ نہیں ہوتا جس میں ایمان نہ ہو بلکہ وہ ہوتا ہے جس میں ناکمل ایمان ہوتا ہے۔ اور ناکمل ایمان بھی بات سننے اور عمل کرنے پر آمادہ کرسکتا ہے۔ اور میرے کہنے پر ایسے لوگوں کو بھی کچھ نہ کچھ حصہ لینا پڑتا ہے۔ حالانکہ اگر وہ تبلیغ نہ کرتے اور جب مخلص آکر حالات سناتے کہ ہمیں لوگوں نے مارا' گالیاں دیں' تکالیف پہنچائیں اور یہ سب کچھ ہم نے خداتعالیٰ کیلئے برداشت کیا تو منافقوں کو اپنا نفاق دور کرنے کا موقع مل جاتا۔ اور دوسری دفعہ وہ خداتعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے خود بخود تبلیغ کیلئے جاتے مگر اب یہ نہ ہوسکے گا۔

آئندہ کارکنوں کو خواہ وہ مقامی ہوں یا بیرونی اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ ہر تحریک میں اتنی شدت نہ پیدا کی جائے کہ لوگوں کو اس کی عادت ہوجائے۔ شدید نیکی بھی عادت بن جاتی ہے اور شدید بُرائی بھی۔ چند دن اگر کوئی شخص شدید خشوع وخضوع پیدا کرے تو پھر یہ اس کی عادت بن جائے گی۔ شدید زہر کی بھی عادت پڑ جاتی ہے۔ دیکھو گوبھی کھانے والے کو اس کی عادت نہیں پڑتی وجہ یہ کہ اس میں شدت نہیں ہوتی۔ لیکن افیم کھانے والے کو عادت ہوتی ہے۔ کیونکہ افیم میں ایک قسم کی شدت ہوتی ہے۔ انبیاء اور خداتعالیٰ کا قول بھی شدت والا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خداتعالیٰ روز روز الہام نازل نہیں کیا کرتا کیونکہ اس کی بھی عادت ہو جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو یہ تحریر فرمایا ہے کہ:

"تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے۔ اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی"۔[۲]

اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ شدت والی چیز کی عادت ہوجاتی ہے۔ نبی چونکہ شدت پیدا کرتا ہے' اس لئے اسے ہمیشہ نہیں رکھا جاتا۔ پھر اگر الہام والی بات کے ہی ماننے کی عادت پڑ جائے تو پھر کوئی اور بات ہی نہ سنے۔ اور پھر زیادہ شدت والے الہام کی بات مانی جائے عام الہام کی طرف توجہ نہ کی جائے۔ تو ہر شدت کی عادت ہوجاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سناتے تھے کہ بعض لوگوں کو سنکھیا کھانے کی عادت ہوجاتی ہے تو وہ اتنا سنکھیا کھاجاتے ہیں جس سے کئی آدمی مرجائیں۔ حضرت خلیفہ اول سناتے تھے کہ دہلی کا ایک شہزادہ بھاگ کر ایک راجہ کے پاس گیا۔ تو اس نے افیون کی گولیوں کی تھالی بھر کر سامنے رکھ دی۔ شہزادہ کو افیون کھانے کی عادت نہ تھی۔ اس نے انکار کرنا چاہا لیکن وزیر نے بتایا کہ اس طرح راجہ صاحب ناراض ہوجائیں گے۔ اور تھالی رکھ لی اور خود ساری گولیاں کھاگیا۔ کیونکہ اسے افیون کھانے کی عادت تھی۔ تو ہر شدید چیز کی عادت ہوجاتی ہے۔ اس لئے ہر موقع پر شدید احساس پیدا کرنا قوم کیلئے مضر ہوتا ہے۔ ہمیشہ عام کاموں کیلئے چھوٹے ذرائع سے کام لینا چاہیئے اور آہستگی سے کام کرنا چاہیئے۔ کارکنوں کو چاہیئے کہ خود کام کریں۔ اور اگر بعض لوگ کمزوری دکھائیں تو اس سے ڈرنا نہیں چاہیئے۔ بلکہ ان کے نام نوٹ کرلینے چاہئیں اور پھر ان کی اصلاح کی کوشش کی جائے۔ رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں بھی منافق تھے۔ پھر ان کی اصلاح ہوتی گئی۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ حذیفہؓ رسول کریم ﷺ سے منافقوں کا حال پوچھتے رہتے تھے۔ ایک صحابی کہتے ہیں کہ میں تو حذیفہؓ کو دیکھتا رہتا جس کا وہ جنازہ پڑھتے اس کا میں بھی پڑھ لیتا ورنہ نہ پڑھتا[۳]۔ حذیفہؓ نے رسول کریم ﷺ کے وقت جن منافقوں کے نام سنے تھے ان کو یاد رکھا حالانکہ انہوں نے بعد میں اصلاح کرلی تھی۔ تو منافق کی بھی اصلاح ہوجاتی ہے۔اور اسے اپنی اصلاح کا موقع ملنا چاہیئے۔ ہر تحریک اتنی شدید نہ ہونی چاہیئے کہ منافق کا پتہ نہ لگ سکے اور اس کا علاج نہ کرسکیں۔

پس میں بجائے یوم التبلیغ کے متعلق تحریک کرنے کے ایسی بات کی تحریک کرتا ہوں کہ مقامی کارکن عام باتوں کی تحریک کیلئے مجھ سے نہ کہا کریں کیونکہ یہ جماعت سے دشمنی ہے' جماعت کی خیر خواہی نہیں۔

(الفضل ۲۶ - اکتوبر ۱۹۳۳ء)

۱؎ التوبة: ۴۳

۲؎ الوصیت صفحہ ۷ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۵

۳؎ الاستیعاب فی معرفة الاصحاب لابی عمریوسف جلد۱ صفحہ ۳۹۴ دارالکتب العلمیة بیروت لبنان ۱۹۹۵ء